''میڈیا کے مسائل اور ان کا حل'' میں پیش کردہ حل

اشاعتِ کتاب کے بعد چند ساتھی اور محسنین کی جانب سے شکایات موصول ہوئیں کہ کتاب میں صرف مسائل ہیں کوئی حل نہیں، اس لئے دوبارہ قلم کو حرکت دینے کی ضرورت محسوس ہوئی تا کہ پیش کردہ حل کو واضح کیا جاسکے۔

کتاب میں بنیادی طور پر تین قسم کے حل پیش کئے گئے ہیں: (۱) نظامِ تصویر سازی کا مقابلہ کیا جائے اور زندگی کے جن جن شعبوں میں تصویریں داخل کردی گئی ہیں انہیں ترک کریں اور انکا نعم البدل اپنی نگرانی میں قائم کریں۔ (دیکھئے ص ۱۲۱ تا ۱۲۷)

(۲) میڈیا کا مقابلہ کیا جائے، جس کے تحت: (الف) مختلف ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینل اور ویب سائٹس بنائے جائیں۔ (باء) مدوّر میڈیا قائم کریں یعنی مختلف ادارے علاقے، ریاستیں، ممالک باہم مربوط ہوجائیں۔ اور ملّی مسائل کا حل اجتماعی طور پر تلاش کریں۔ اور اپنے چینلز پر دعوتِ دین کے کچھ پروگرامس کی اشاعت کا اہتمام کریں۔ (دیکھئے۔ ص ۱۲۹ تا ۱۴۴) (جیم) متحرک میڈیا قائم کریں۔ (ص ۱۴۳)

(۳) خلافِ انسانیت، برہنہ، دہشت گرد چینلز کا طاقت کے بل پر سائنٹفک توڑ کریں۔ (دیکھئے ص ۱۴۹ تا ۱۵۲)

اسکے علاوہ مسائلِ اخراجات، فحش سے دوری کی بناء پر عدم مقبولیت، غیر جانب داری اور ناجائز شئی کی خرید و فروخت جیسے مسائل کے حل بھی اجمالی طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ (دیکھئے ص ۱۴۴ تا ۱۴۹)

نوٹ:۔ یہ بات تو ہر عام و خاص کے علم میں ہوگی کہ کسی اخبار، ادارے یا چینل کی آمدنی کے عموماً تین ذرائع ہوتے ہیں۔ (۱) مشتری کی فس (Subscription) (۲) اِشتہارات (Advertisement) (۳) ہدایا و تحفہ (Donation)

کتاب کا اصل حل یہ باتیں ہیں لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ عوام کی نظریں مسئلۂ تصویر اور T.V. کے متعلق فیصلہ پر مرکوز ہیں۔ سو وہ بھی بطور خلاصہ پیش خدمت ہے۔

تصویر کے متعلق: ۔لٹکائی ہوئی، احترام کی جگہ عریاں، فحش، شرکیہ ہر قسم کی تصویریں حرام ہیں، مجسمہ متفق علیہ حرام ہے سوائے گُڑیا کے، ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں بھی اکثر صحابہ وائمہ کے نزدیک حرام ہیں بعض اسلاف سے جواز ثابت ہے جو مرجوح ہے، روندی جانیوالی اور ذلت کی جگہوں پر تصویر برقرار رکھنے کی اجازت ہے اسی طرح سرکٹی تصویریں بھی جائز ہیں۔ فوٹوگرافی (مطبوعہ تصاویر) بھی اکثر علماء کے نزدیک حرام ہے۔ بعض جدید علماء جواز کے قائل ہیں۔ لیکن یہ بھی مرجوح قول ہے۔ ویڈیوگرافی بھی بہت سے علماء کے نزدیک حرام ہے۔ لیکن بہتسے متورع علماء کرام چند شرائط کے ساتھ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لایو ٹیلیکاسٹنگ اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے۔ بہت کم علماء اسے ناجائز کہتے ہیں۔ ناگزیر حالات میں ممنوعہ تصاویر بقدرِ ضرورتِ شرعیہ نکالنے کی اجازت ہے۔ (دیکھئے: ص ۱۱۰ تا ۱۱۹، ص ۱۵۳ تا ۱۶۹)

T.V کے متعلق:۔ میں نے کسی جگہ بھی نہیں لکھا کہ موجودہ پروگرامس، سیریل، فلمیں دیکھنا جائز ہے۔ میں نے جو بھی غیر تصویری چینل، لایو ٹیلیکاسٹنگ، نیوز چینل یا دعوتی چینل یا اسلامی پروگرام کی باتیں لکھیں وہ بطور ''منصوبہ بندی'' ہے جس کا میری نظر میں فی الحال کوئی وجود نہیں ہے انہیں ہم وجود میں لاسکتے ہیں جیسا کہ چند باتوں کا عملی تجربہ شروع ہوچکا ہے۔ موجودہ پروگرامس مے بے حیائی، بدعقیدگی، ممنوعہ موسیقی، غیر ضروری تصویر کشی، لایعنی وقت گذاری، لہولعب، ذکر اللہ سے دوری کی وجہ سے، میں علماء کے حرمت کے فیصلے سے متفق ہوں۔

مزید چند اعتدالی پہلوؤں کا ذکر بھی ضروری ہے:

(۱) میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ دینی دعوت حرام ذرائع اختیار کرکے دی جائے ہاں اسکا قائل ہوں کہ حرام کام کرنیوالوں کو اوّلاً دی جائے اور انہیں غلط راستوں کے انجام سے آگاہ کیا جائے۔

(۲) نیز اس بات کا بھی قائل نہیں ہوں کہ ان ذرائع ابلاغ پر تکیہ کرکے عملی تعلیم، تبلیغ، تحریک ترک کی جائے یا جذبۂ تحقیق مردہ کیا جائے بلکہ اس میڈیا کے ذریعہ ہمیشہ باخبر، باہم مربوط و حساس رہا جائے تا کہ بروقت معاملات طے ہوں، اور ضروری کاروائیاں کی جائیں، فضول وقت ضائع ہونے سے بچ جائے اور کام میں تیزی آجائے، لوگ بے گناہ نہ مارے جائیں اور خبریں پہنچنے اور ذہنوں کی صفائی کے بعد جب لوگوں کے سامنے عملی نمونہ پیش ہو تو لوگ حق کو اچھی طرح پہنچان سکیں۔ (دیکھئے ص ۹۵ تا ۱۰۳، ص ۱۲۱ تا ۱۲۷)

(۳) ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جو بھی عالمِ دین کسی صحابی یا فقہائے اربعہ میں سے کسی فقیہ یا کسی جدید متورّع عالم کے قول کی تقلید کرتے ہوئے معاملۂ تصویر میں مرجوح قول پر عمل کرتا ہے میں اسے کافر یا فاسق نہیں سمجھتا بلکہ دیگر فقہی مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اسے اللہ کے سامنے جوابدہ سمجھ کر اس قول کو مرجوح سمجھتا ہوں جو میرے لئے قابل عمل نہیں، وہ اپنی راہ چلے میں اپنی راہ چلوں گا لیکن ہمارے درمیان کوئی بیر نہیں ہوگا نیک کاموں میں ایکدوسرے کا تعاون ضرور ہوگا۔